مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ
کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ
مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط وَ
مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ○

اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے۔
یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی سبیل کی
اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں

ترجمہ از حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ

شمارہ ۱۶ | ۵ ذوالحجہ تا ۱۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۴ ستمبر تا ۳۰ ستمبر ۱۹۸۲ء | جلد ۱

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کا بیان

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آجانے کا ذکر

فائدہ: اس باب میں امام ترمذی رحؒ نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

۱۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا ابوداؤد حدثنا همام عن قتادة قال قلت لانس بن مالك هل خضب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لم یبلغ ذالك انما كان شیئاً فی صدغیه ولكن ابوبكر خضب بالحناء والكتم۔

۱۔ قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس مقدار کو ہی نہ پہنچی تھی کہ خضاب کی نوبت آتی۔ سفیدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی تھی، البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ:۔ کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور مہندی کے ساتھ ملا کر سرخ ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے اور مہندی کے ساتھ ملا کر بال بسا ہی ہو جاتا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے اور اگر غلبہ کتم کا ہوتا ہے تو خضاب سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر غلبہ مہندی کا ہوتا ہے تو سرخ۔ الغرض خضاب دونوں سے جائز ہے مگر سیاہ نہیں ہونا چاہیئے اس لیے کہ خالص سیاہ خضاب کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے۔

۲۔ حدثنا اسحٰق بن منصور و یحییٰ بن موسیٰ قال حدثنا عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن انس قال ما عددت فی رأس رسول الله صلی الله علیه وسلم ولحیته الا اربع عشرة شعرة بیضاء۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں چودہ سے زائد سفید بال نہیں گنے۔

فائدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سفید بہت ہی کم تھے لیکن ان کی تعداد میں اختلاف ہے اس روایت سے چودہ معلوم ہوتے ہیں بعض روایات سے سترہ، اٹھارہ اور بعض سے تقریباً بیس معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں، مختلف زمانوں پر بھی محمول ہو سکتی ہے اور گنے کے فرق پر بھی محمول کی جا سکتی ہیں۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۶۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپیہ
افریقہ	۲۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲۰/A سائرہ مینشن ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
۱	خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		۲
۲	ابتدائیہ	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۴
۳	کفریات مرزا	حافظ نذر محمد	۶
۴	قومی اخبارات کا مطالعہ		۱۰
۵	دورہ کانفرنس	مولانا منظور احمد الحسینی	۱۲
۶	بائبل سے قرآن کی تصدیق	رانا احسان الحق	۱۶
۷	نزول عیسیٰ علیہ السلام	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۸
۸	حج بیت اللہ	علی اصغر چشتی	۲۰
۹	قربانی کی حقیقت	محمود الحسن اشرف	۲۴
۱۰	نعت	حافظ لدھیانوی	۲۷

شعبۂ کتابت

۱۔ حافظ محمد عبدالستار واحدی

۲۔ حافظ گلزار احمد

۳۔ حافظ یٰسین مبشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

نصابی کتابوں کی اصلاح کی جائے

بی۔ اے کلاسز کے طلبہ و طالبات کے لئے "تسہیل اسلامیات" کے نام سے ایک کتاب، نذر سنز لاہور سے شائع ہوئی ہے۔ جسے جناب پروفیسر سمیع ہاشمی نے مرتب کیا ہے۔ ایک دوست نے اس کے چند مقامات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو محتاج اصلاح ہیں۔

(۱) خلع کے بیان میں لکھا ہے:

"عورت خلع خود نہیں کر سکتی اس کے لئے عدالت سے رجوع کرنا پڑے گا۔" (صفحہ ۴۴)

خلع کے لئے شرعاً عدالت کی کوئی شرط نہیں، میاں بیوی دونوں رضا مندی سے یا کسی ثالث کے ذریعہ بھی خلع کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر شوہر کسی طرح بھی عورت کی گلو خلاصی کے لئے تیار نہ ہو تب عدالت سے رجوع کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(۲) خلع ہی کے بیان میں لکھا ہے:

"خلع کی عدت صرف ایک حیض ہے۔ تاکہ علم ہو کر دوسرے نکاح سے پہلے عورت حاملہ تو نہیں۔" (صفحہ ۴۴)

خلع طلاق کے قائم مقام ہے۔ اور اس کی عدت وہی ہے جو طلاق کی ہوتی ہے، اس لئے یہ مسئلہ واضح طور پر غلط ہے:

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

"موسوی شریعت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور تربیت کی گئی۔ کچھ عرصہ بعد مریم نے اپنی قوم کے ایک فرد یوسف نجار سے شادی کر لی۔ اور اناجیل سے پتہ چلتا ہے کہ پھر مریم اور یوسف کے ہاں اور بھی بچے پیدا ہوئے۔" (صفحہ ۶۰)

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یوسف نجار سے شادی کرنا اسلامی نظریہ نہیں ہے۔ اور اناجیل کے حوالہ سے اسے "اسلامیات" میں شامل کرنا غلط ہے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات، جو قرآن کریم میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ان کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے:

ابتدائیہ

"مسلمان علماء میں اشاعرہ ان معجزات کو بعینہٖ تسلیم کرتے ہیں۔ مگر معتزلہ انہیں برنگِ مجاز خیال کرتے ہیں" (صفحہ ۶۲)

یہ فقرہ مبتدی طلبہ و طالبات کے لئے گمراہ کن ہے، مؤلف نے اس بات کو ایسے انداز سے بیان کیا ہے گویا معجزات کو حقیقت پر محمول کرنا۔ اور ان میں ایسی تاویل کرنا کہ معجزہ معجزہ نہ رہے ـــ دونوں باتیں یکساں ہیں۔ حالانکہ اہل حق کے نزدیک ان معجزات میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں

(۵) "حضرت مسیحؑ اور واقعہ صلیب" کے تحت لکھا ہے:

"حضرت مسیح کی ذات کے گرد واقعات کچھ اس طرح الجھ گئے ہیں کہ یہودی عیسائی اور مسلمان تینوں نے جداگانہ نتائج مرتب کئے ہیں"

مصنف کا یہ اندازِ بیان بھی غلط ہے، کیونکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات مشتبہ ہیں۔ اس لئے یہود و نصاریٰ اور مسلمان "تینوں فریق" اپنے اپنے نقطۂ نظر سے ان کی تعبیر کرتے ہیں۔ اس کے بجائے مصنف کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود و نصاریٰ کے اشتباہات کو رفع کیا ہے۔ اور واقعات کی صحیح نوعیت کو واشگاف کیا ہے۔ قرآنی بیان کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کے گرد واقعات کو الجھے ہوئے کہنا بڑی غلط بات ہے۔

(۶) آگے "اسلامی نقطۂ نظر" کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

"وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سرے سے صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے۔ بلکہ خدا نے انہیں یہودیوں سے پُر اسرار طریق پر بچا کر زندہ اوپر اٹھا لیا۔

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ"

اب وہ قیامت سے قبل تشریف لا کر اسلام کا غلبہ دنیا میں قائم کریں گے۔ اور اپنی طبعی عمر سے وفات پائیں گے۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش عام انسانی قاعدے سے الگ یعنی بن باپ کے ہوئی تو یہ بھی قرین قیاس ہے کہ آپ کا انجام بھی معمول سے ہٹ کر ہوا ہو۔" (صفحہ ۶۳-۶۴)

یہاں تک تو اسلامی نقطۂ کی صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ لیکن آگے لکھا ہے۔

مولانا مودودی کے الفاظ میں: "قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اٹھا کر آسمانوں میں کہیں لے گیا۔ اور نہ یہی صاف کہتا ہے۔ کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف انکی روح اٹھائی گئی۔ اس لئے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے۔ اور نہ اثبات۔ لیکن قرآن کے اندازِ بیان پر غور کرنے سے یہ بات بالکل نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے کہ اٹھائے جانے کی نوعیت و کیفیت خواہ کچھ بھی ہو بہرحال مسیح علیہ السلام کے ساتھ خدا نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی

ابتدائیہ

نوعیت کیا ہے۔"

حالانکہ قرآنِ کریم نے جس رفع کا ذکر کیا ہے۔ پوری امّت اس پر متفق ہے کہ اس سے رفع جسمانی مراد ہے، اس اجماعِ قطعی کے بعد یہ کہنا ہے کہ رفع مسیحؑ کی کوئی نوعیت متعیّن نہیں کی۔ اس کی مثال ایسی ہوگی کہ کوئی شخص دعویٰ کرے کہ "قرآن کریم" "اقامت صلوٰۃ" کا حکم تو دیا ہے مگر اس کی کوئی کیفیت متعین نہیں کی۔ "ایتاء زکوٰۃ" کا حکم تو دیا ہے۔ مگر اس کی متعین نوعیت نہیں بتائی۔ ظاہر ہے کہ یہ فلسفہ خالصتاً گمراہ کن ہے۔ تواتر کے ساتھ امّت میں الصلوٰۃ اور الزکوٰۃ کی جو شکل چلی آتی ہے۔ وہ قرآنِ کریم ہی کی متعین کردہ ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع کی جو صورت قرآنِ کریم نے بیان کی ہے۔ وہی امت کا متواتر عقیدہ ہے۔ لیکن جناب مصنف لکھتے ہیں:

"تاہم عقیدہ حیات و رفع مسیح اسلام کے اجزائے ایمان میں سے ہرگز نہیں۔ اور تاویل کے احتمال سے یکسر خالی نہیں۔"

حالانکہ جو امور قطعی تواتر سے ثابت ہو وہ "ضروریات دین" کہلاتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کے انکار کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ پس جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع و حیات اور آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے کا عقیدہ کتاب اللہ، سنتِ متواتر اور امّت کے قطعی اور متواتر اجماع سے ثابت ہے تو اس پر ایمان لانا کیوں واجب نہ ہوگا؟ اور اس کے منکر کی کیوں تکفیر نہ کی جائے گی۔

یہاں اس مسئلہ پر تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں نہ ضرورت ——— یہاں ہمارے "اسلامیات" کے معیار کو ذکر کرنا مقصود ہے۔ کہ کیسی کیسی غلط باتیں "اسلامیات" کے نام سے ناپختہ ذہنوں میں انڈیلی جا رہی ہیں، ہم جناب مصنف اور کتاب کے ناشرین سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ خدارا ان غلطیوں کی اصلاح کی جائے۔ اور نئی نسل کو جہل مرکب کے مرض سے بچایا جائے۔ اور حکومت کے محکمۂ تعلیم سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ اگر "اسلامیات" کو نصاب میں رکھنا ہے تو اس کے مندرجات مستند ہونے چاہئیں۔ کچی پکی باتیں طلبہ کے ہاتھ میں تھما دینا بڑا ہی ظلم ہے۔

(مولانا یوسف لدھیانوی)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ مرزا کفرِ خالص

کفریات مرزا

از:۔ مولانا حافظ نور محمد خان صاحب

قرآن مجید کی حرمت وحفاظت

پر ناپاک حملہ

اگرچہ مرزا صاحب نے اپنے دعاوی باطلہ کی وجہ سے قرآن شریف کا انکار کرکے اس کی عزت وحرمت پر بہت کچھ حملے کئے ہیں مگر آپ کو اس پر بھی صبر نہ آیا تو صاف صاف یوں گویا ہوئے کہ

(الف) میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۰۱)

(ب) "قرآن زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں"۔ (ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۸۰ حاشیہ)

(ج) "اس روز کشفی طور میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کر انا انزلناہ قریبا من القادیان تو میں نے سن کر نہایت تعجب سے کہا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے قریب پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا" (ازالہ کلاں حاشیہ صفحہ ۳۴)

(د) قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴)

حسب وعدۂ الٰہی انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون قرآن مجید جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا تھا بعینہٖ اسی طرح بغیر کسی تغیر وتبدل کے اب تک محفوظ رہا ہے اور قیامت تک محفوظ باقی رہے گا اور ہر قسم کی غلطیوں وتحریفوں سے اپنے متکلم (اللہ تعالیٰ) کی طرح منزہ ومبرّہ ہے اور رہے گا حتیٰ کہ کسی مفسر کی تفسیری غلطیوں سے بھی اس میں غلطی کا امکان محال ہے۔ وہ ایک ایسا خورشید درخشاں ہے جو گرد وغبار سے دھندلا نہیں سکتا بایں ہمہ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ میں اس میں غلطیاں درست کرنے کے لئے آیا ہوں۔ وہ زمین سے اٹھ گیا تھا اس کو آسمان سے لایا ہوں یا اس میں واقعی طور پر یہ تحریفی عبارت انا انزلناہ قریبا من القادیان۔ تحریر ہے سراسر کفر اور قرآن عظیم کی توہین وتحریف ہے۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کے موجودہ قرآن مجید میں نہ تو قادیان کا نام درج اور نہ انا انزلناہ قریبا من القادیان ہے۔

اس لئے ہم تمام مسلمان اس راسخ عقیدہ کے کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزا صاحب کے الہامات کفر زاد اور شیطانی ہیں اور خود آنجہانی پکے کافر اور نبی جھوٹے تھے۔ کوئی قادیانی محمودی کا لاہوری تیماپوری۔ اردپی۔ نبی بخش معراجکی۔ گنا چوری۔ کابلی ؛ چنگا جنگوی ہے جو مرزا صاحب کے مندرجہ بالا الہام کو واقعات و مشاہدات کی روشنی میں صحیح ثابت کرکے اپنی نمک حلالی کا ثبوت دے گا۔ اسی وجہ سے امت مرزائیہ کی نگاہوں میں قرآن کریم کا وقار و احترام باقی نہیں ہے۔ کیونکہ مرزائیوں کے حکیم الامت حکیم نورالدین صاحب خلیفۂ اوّل قادیان فرماتے ہیں کہ " ناپاکی جنابت کی حالت میں بھی قرآن شریف پڑھنا جائز ہے " لکھتے ہیں کہ جنبی بحالت جنب درود و استغفار بلکہ قرآن بھی پڑھ سکتا ہے (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۸ جلد ۱)

لطف یہ ہے کہ حکیم صاحب اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ میں لکھتے ہیں کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا جائز نہیں ہے گویا مرزائی شریعت میں قرآن عزیز کا مرتبہ و اعزاز مسجد سے کم اور گرا ہوا ہے۔

مرزائیت کے گرو (حکیم نورالدین) و چیلا گرو (مرزا صاحب) نے قرآن مجید کے ساتھ جو شوخ چشمانہ تلعب و توہین آمیز طریقہ روا رکھا ہے اس کو منتقم حقیقی جل شانہٗ کی غیرت و حلم برداشت نہ کر سکی اور اس نے مرزا صاحب (جو کلام اللہ کی غلطیاں نکالنے آئے تھے) کے قوت حافظہ کو سلب کرکے نسیان و فراموشی کی بھول بھلیاں میں مبتلا کر دیا۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب کو اقرار ہے کہ " حافظہ اچھا یاد نہیں رہا " ریویو ماہ اپریل ۱۹۰۳ء حاشیہ صفحہ ۱۵۲ اور مجھے مراق ہے، ریویو اگست ۱۹۲۶ء صفحہ ۶ مرزائیو! کیا مراقی و نسیانی بھی نبی ہوتے ہیں اگر ہوتے ہیں تو ایسا بعو لکڑ نبی تمہیں مبارک۔ چنانچہ اس مراق و نسیان کا خدائی انتقام کا یہ اثر ہوا مرزا صاحب آنجہانی اپنی مصنفات کے اکثر و بیشتر جگہوں میں آیات قرآنی غلط لکھ کر اپنی نبوت و دعاوی باطلہ کو اپنے ہاتھوں دفن کر دیا اور لطف یہ ہے کہ مرزا صاحب کی وہ نمک خوار امت جو نبوت مرزا کے ثبوت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے اور جھوٹ کو سچ کرنے میں طاق دکھتا ہے۔ اسکو بھی آج تک ان آیات کی تصحیح کرنے کی توفیق اور اب تک یکے بعد دیگرے طباعت و اشاعت کے بعد بھی وہ غلطیاں موجود ہیں چونکہ گرو اور چیلا دونوں کی نگاہوں میں قرآن مجید کی عظمت و حرمت باقی نہیں ہے اس لئے ان کی صحت و حفاظت کی خدمت قدرتی طور پر چھین لی گئی۔ عبرت! عبرت!! سچ ہے کہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں اب کتب مرزا سے وہ آیات قرآنی لکھتا ہوں جو آنجہانی نے غلط لکھیں اور آج تک لکھی ہوئی ہیں۔ ناظرین ملاحظہ فرما کر مرزائی نبوت کی داد دیں گے۔

الفاظ مرزا قادیانی

(۱) وان کنتم فی ریب مما نزلنا عبدنا فاتوا بسورہ من مثلہ و ان لم تفعلو ولن تفعلو (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۰ براہین احمدیہ صفحہ ۲۹۵ - ۳۹۶ - ۵۴۶) (نزول الحق صفحہ ۱۰۹ جلد ۱)

آیت قرآنی

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورہ من مثلہ وادعو شھدا ءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلو ولن تفعلو (پارہ اوّل سورہ بقرہ رکوع ۳)

الفاظ قادیانی

(۲) قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰ نزول الحق صفحہ ۱۰۹ ج ۱)

آیت قرآنی

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا

الفاظ قادیانی

(۳) انزل ذکرا ورسولا۔ (ایام الصلح صفحہ ۸۰)

آیت قرآنی

قل انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ (پارہ ۲۸ سورہ طلاق رکوع ۱۸)

الفاظ قادیانی

(۴) امنت بالذی امنت بہ بنو اسرائیل (اربعین صفحہ ۳۵ نمبر ۳ سراج منیر حاشیہ ۲۹)

آیت قرآنی

امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل (پارہ ۱۱ سورہ یونس رکوع ۱۴)

الفاظ قادیانی

(۵) یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

آیت قرآنی

ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴)

الفاظ قادیانی

کفریات مرزا

(۶) جادلھم بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
(نورالحق صفحہ ۴۶ جلد ا تبلیغ رسالت صفحہ ۱۹۴-۱۹۵ ج ۳)

آیت قرآنی

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ (پارہ ۱۴ سورہ)

اس کے علاوہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸۵ ایام صلح اردو صفحہ ازالہ صفحہ ۶۷۴ جلد ج ۱ میں آیات قرآنیہ غلط لکھی ہیں ایسے غلط گو و غلط کار انسان کے عجیب و غریب دعاوی پر وہی کان دھر سکتا ہے جو خود گمراہیوں کی گتھیوں میں الجھا ہو اللہ اکبر اس غلط کاری و غلط گوئی کے باوجود ادعائے نبوت و رسالت۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

ملائکہ کے وجود سے انکار

اسلامی دنیا کا ہر فرد اس سے واقف ہے کہ شریعت اسلامیہ فرشتوں کے وجود کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے بلکہ جزو ایمان قرار دیتی ہے۔ اور قرآن کریم ان کے وجود کے ساتھ نزول و صعود اترنے و چڑھنے و کاروبائے دنیا کے انتظامی امور کی سپردگی کو صاف لفظوں میں بیان کیا بلکہ اس سے بڑھ کر مزید شرف ملائکہ کو یہ عطا کیا گیا کہ ان کی دشمنی و عداوت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی دشمنی و عداوت بتائی ہے۔
ذیل کے حوالوں سے ملائکہ کے وجود و نزول و تقرب کا اندازہ کیجئے۔

(۱) قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ۔
(پارہ اول سورۃ بقر)

---

(۲) "من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکل فان اللہ عدو للکافرین"
(۳) ولما جاءت رسلنا لوطا۔ (سورہ ہود)
(۴) اذ تقول للمؤمنین الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثہ الاف من الملئکۃ منزلین (سورہ آل عمران)

ان آیات قرآنیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرزا صاحب کے اقوال ملاحظہ فرمایئے جن میں ملائکہ کو ستاروں کی ارواح مانتے ہیں اور ان کے وجود و نزول سے منکر ہو کر اپنے لئے کفر کی قبر کھودی ہے۔

(۱) جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی اور روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے موافق زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیت سماویہ خواہ انکو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے انکو نامزد کریں یا نہایت سیدھے اور واحد طریق سے ملائکۃ اللہ کا لقب دیں۔ (توضیح مرام صفحہ ۵۴)

(۲) ملائکہ اپنے وجود کے ساتھ کبھی زمین پر نہیں اترتے۔
(توضیح مرام صفحہ ۵۲)

(۳) ملک الموت زمین پر نہیں آتا۔
(حوالہ ایضاً)

(۴) وہ نفوس نورانیہ (ملائکہ) کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور ان سے ایک لحظہ کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکتے۔
(توضیح مرام صفحہ ۵۴)

(۵) ان ملائکہ کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں۔
(کتاب مذکورہ صفحہ ۵۵)

(۶) بلاشبہ ان نفوس نورانیہ (ملائکۃ اللہ) کا اس میں بھی دخل ہے اسی دخل کی رو سے شریعت غرا نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائک کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ہے۔
(توضیح مرام صفحہ ۵۵)

(۷) جبرائیل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کی طرح خدا سے نسبت رکھتا ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۷۹)

ہر مسلمان مرزا صاحب کے ان ہفوات کو دیکھ کر اس امر کا اقرار کریگا کہ مرزا صاحب اور ان کی ذریت کو اسلام سے ایک رائی کے دانے برابر بھی تعلق نہیں اور نہ ایمان کی روشنی انکے دماغوں اور دلوں میں موجود ہے۔

جاری ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

جنوبی افریقہ میں مسلمانوں کی کامیابی پر قومی اخبارات کے اداریے

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کا فیصلہ

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے قادیانیوں (لاہوری گروپ) کا وہ دعویٰ خارج کر دیا ہے جو انہوں نے خود کو مسلمان کہلانے مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردے دفن کرنے اور مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے کے حق دار ہونے کے سلسلے میں دائر کر رکھا تھا۔ پاکستان میں ان کے ہر دو گروپوں کو غیر مسلم قرار دینے کے متعلق جو فیصلہ ہو چکا ہے اور اتنا بنیادی اور اہم ہے کہ اسے اب کسی غیر مسلم ملک کی اعلیٰ عدالت کی طرف سے تائید و توثیق کی ہرگز ضرورت نہیں۔ لیکن یہاں سے اگر مولانا ظفر احمد انصاری کی سربراہی میں سرکردہ علماء اور قانون دانوں کا وفد نہ بھیجا جاتا تو جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ کا فیصلہ مختلف بھی ہو سکتا تھا۔ بہر حال اب اس بات کی ضرورت ہے کہ قادیانیوں کا تعاقب کیا جائے اور افریقہ کے دوسرے ملکوں خاص طور پر وہاں سابق برطانوی نوآبادیات میں اس نوعیت کے وفد بھیجے جائیں اور وہاں کی عدالتوں میں قانونی چارہ جوئی کا آغاز کیا جائے تاکہ وہاں قادیانیوں نے مسلمانوں کے لبادے میں عالمی ملت اسلامیہ میں تفریق اور انتشار کا جو جال پھیلا رکھا ہے اور جس کے مبالغہ آمیز کوائف کا پروپیگنڈہ پاکستان میں بڑی شد و مد سے کیا جاتا ہے اس کا موثر طور پر ازالہ کیا جا سکے۔

اس فیصلے سے قطع نظر بھی قادیانیوں کو پاکستان میں اب اپنے طرز عمل اور اظہار و گفتار کے انداز پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور انہیں اپنے لئے معروف مسلم اسلامی اصطلاحات کو استعمال کر کے مسلمانوں کو برافروختہ کرنے اور ان کے صبر و تحمل کا امتحان لینے کا سلسلہ بند کر دینا چاہیے۔ اسپین کی حکومت نے جن مصلحتوں اور وجوہ کے باعث انہیں اپنے ملک میں عبادت گاہ تعمیر کرنے کی اجازت دی ہے وہ خواہ کچھ ہوں، قادیانیوں کو اپنی اس کارکردگی کو مسلمانوں کے لئے طعن و الزام کا ذریعہ بنانے خاص طور پر اس سلسلے میں کارڈ بھیجنے کی جسارت سے احتراز کرنا چاہیے اور بطور معمولی اقلیت مسلمان اکثریت کی رواداری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا سلسلہ بند کر دینا چاہیے۔

اس معاملے کا ایک پہلو حکومت کی بھی فوری توجہ کا مستحق ہے۔ ہماری مراد ان سرکاری ملازمتوں یا پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے اعلیٰ اداروں سے ہے جن کے لئے درخواستوں کے فارم پر مذہب کا تعین اظہار کرنا پڑتا ہے۔ ایسے تمام فارموں پر اب اسی طرح کا حلفیہ بیان شامل کر دینا چاہیے جو قادیانیوں کے آئینی طور پر غیر مسلم قرار پانے کے بعد پاسپورٹ کے حصول یا بطور ووٹر نام کے اندراج کے لئے روا رکھا جا رہا ہے۔ مناسب تو یہی ہے کہ جب قادیانی (ہر دو گروپ) غیر مسلم قرار پا چکے ہیں تو وہ اپنی اس حیثیت کو کسی ذہنی تحفظ کے بغیر صاف طور پر تسلیم کر لیں اور صحیح معنوں میں سچے مسلمان ہونے، عالمگیر احمدیہ تنظیم سے تعلق رکھنے، اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کہنے اور قرار دینے کا سلسلہ بھی بند کر دیں اور ایک اسلامی مملکت میں بطور اقلیت انہیں جو حقوق حاصل ہیں ان پر ہی اکتفا کریں اور عام مسلمانوں کو برہم و برافروختہ کرنے کے طور طریقے، حربے اور ہتھکنڈے ختم کر دیں اسی میں ان کا بھلا ہے۔

بشکریہ نوائے وقت کراچی مورخہ ۱۲ ستمبر ۸۲ء

جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کا فیصلہ

ایک ریڈیو رپورٹ کے مطابق جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اس دعوے کو خارج کر دیا کہ احمدی مسلمان ہیں، اس مقدمے میں پاکستانی علماء، دانشوروں اور ماہرین کا ایک آٹھ رکنی وفد جو مولانا ظفر احمد انصاری کی قیادت میں جوہانسبرگ گیا تھا سپریم کورٹ میں پیش ہوا۔ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ بیرون ملک مسلمانوں کے لئے تقویت کا سبب بنا ہے۔ اب کوشش اس بات کی ہونی چاہیے کہ کم از کم تمام مسلم ممالک کی اسمبلیاں پاکستان کی طرح قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے قوانین منظور کریں تاکہ اس معاملہ میں عالم اسلام قانونی طور پر بھی یک زبان ہو جائے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی ۱۲ ستمبر ۸۲ء

یہ معاملہ بھی عدالت میں لے جائیے

جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ نے دو روزہ بحث دلائل کی سماعت کے بعد قادیانیوں کا یہ دعویٰ خارج کر دیا کہ وہ غیر مسلم نہیں ہیں۔ قادیانیوں نے اپنی درخواست میں اسی دعوے کی بنا پر یہ بھی لکھا تھا کہ انہیں اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے ۔ اور مسلمانوں کی مساجد میں بھی گھسنے دیا جائے۔ عدالت نے پاکستان سے پہنچنے والے علماء اور قانون دانوں کے وفد کے دلائل پوری طرح تفصیل سے سننے کے بعد قادیانیوں کا دعویٰ خارج کر دیا۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں قادیانیوں کے اس مقدمے کی سماعت اور اس کے فیصلے سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ قادیانیوں کے فریب اور دجل سے گمراہ ہونے والی عالمی رائے عامہ کو ایک بار پھر اس بین الاقوامی سطح کے کردفریب کو سمجھنے کا موقع ملا۔ پاکستان میں آئینی اور قانونی سطح پر اس تصفیے کے بعد کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں بلکہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت ہیں قادیانی پاکستان سے باہر یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ فیصلہ تنگ نظر قوتوں کے دباؤ کا نتیجہ تھا ورنہ ہم تو واقعی مسلمان ہیں۔ پاکستان کے اندر بھی متعدد زیریں عدالتی فیصلوں کے باوجود وہ یہ باور کرانے میں لگے رہتے تھے کہ انہیں اسمبلی کے انتظامی اور سیاسی فیصلے کے تحت غیر مسلم قرار دیا گیا ہے ۔ یہ انصاف نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے عقائد کا کوئی عدالتی یا علمی تجزیہ اور محاکمہ نہیں ہوا۔ جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ کے فیصلے نے قادیانیوں کے اس گمراہ کن پروپیگنڈے کی ہوا نکال دی ہے۔

اسلام میں انیسویں اور بیسویں صدی کے مراحلِ اتصال پر نمودار ہونے والے ایک خود ساختہ نبی کے تجاوزات کو روکنے کے لئے اگلے قدم کے طور پر یہ ضروری ہے کہ عدالت میں ایسے مقدمات لائیں جائیں کہ قادیانی چونکہ غیر مسلم ہیں اس لئے انہیں اپنے لٹریچر میں اپنے عقائد کو اسلام کے نام سے پیش کرنے سے روکا جائے اور اپنے نبی کاذب کے اختراعی مذہب والے لٹریچر میں لفظ اسلام استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور اسلام کے نام سے جو لٹریچر قادیانی چھاپ رہے ہیں وہ قابلِ ضبطی سمجھا جائے ۔ وہ اپنے مذہب کے لئے قادیانیت یا اور کوئی دوسری اصطلاح اختیار کرنا چاہیں تو ضرور اختیار کریں اور اس دوسرے نام والے مذہب کا جو لٹریچر چاہے تیار کریں۔ مگر اسلام کی اصطلاح کا غاصبانہ استعمال ترک کریں۔ جب تک یہ نہیں ہوگا اسلام کے دھوکے میں قادیانیت کے گمراہ کن عقائد کی توسیع کا سلسلہ جاری رہے گا اور بہت سے سادہ لوح اور کم علم لوگ اسلام کے نام پر قادیانیت کے دامِ فریب میں پھنستے رہیں گے ۔

بشکریہ روزنامہ جسارت کراچی ۱۲ ستمبر ۸۲ء

قادیانی پھر پر پرزے نکال رہے ہیں۔

قاضی رحمت اللہ ۔

اسلام آباد ۱۲ ستمبر (نمائندہ جسارت) جنرل سیکرٹری انجمن تبلیغ اسلام راولپنڈی قاضی رحمت اللہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ قادیانی جنہیں مسلمانوں کے پُرزور مطالبے پر قومی اسمبلی نے غیر مسلم قرار دیا تھا اب دوبارہ پر پرزے نکال رہے ہیں۔ ۱۰ ستمبر کو قادیانیوں نے راولپنڈی کی مصروف ترین سڑک مری روڈ پر اپنے معبد پر چراغاں کیا اور سنہری حروف میں ایک بڑا بینر لگایا جس پر لکھا تھا کہ ”اسپین میں سات سو سال بعد پہلی مسجد کی تعمیر پر جشن مسرت“ قاضی رحمت اللہ نے کہا کہ قادیانیوں کو عبادت گاہ کو مسجد کہنا، مسجد کی توہین ہے الیسا گمراہی کا بہت بڑا مرکز اسرائیل میں بھی تعمیر کر رکھا ہے جہاں ان کے آنے جانے پر بھی کوئی روک ٹوک نہیں۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قادیانیوں کو اس قسم کی اشتعال انگیزی سے باز رکھے۔ قاضی رحمت اللہ نے کہا کہ قادیانی پوری دنیا میں متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیئے گئے ہیں لہٰذا ان کو اسلام، قرآن اور مساجد کی اصطلاحات کرنے سے روک دیا جانا چاہیئے ۔

بشکریہ روزنامہ جسارت ۱۲ ستمبر ۸۲ء

آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا مطالبہ

ربوہ میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر متعدد قرار دادیں منظور کی گئی ہیں ایک قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو سزائے موت دی جائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے اسلئے از خود اسلام سے تعلق رکھنے والے کسی بھی شخص کی طرف سے دعویٰ نبوت کی تکذیب ہو جاتی ہے۔ توحید کے بعد رسالت ہی ایک مسلمان کے ایمان کا جزو ہے اور ایسی مثالیں موجود ہیں کہ خلفائے راشدین کے دور میں جھوٹے مدعیان نبوت کو موت کی سزا دی گئی عقیدہ توحید و رسالت ایک مسلمان کے ایمان کا جزو لاینفک ہے ان

قومی اخبارات کا مطالعہ

دونوں کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی ان دونوں عقائد میں جو بھی شخص کوئی رخنہ ڈالنے یا زرگران عقائد کو معرض بنانے کی کوشش کرے وہ بلاشبہ اس سزا کا مستوجب قرار پائے گا جس کا مطالبہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس نے کیا ہے کانفرنس نے بعض دوسری قرار دادوں میں بھی حکومت کی توجہ ایسے امور کی طرف مبذول کرائی ہے جن کا تعلق پاکستان ایسی نظریاتی مملکت کے بنیادی مقاصد سے ہے امید ہے حکومت ان مطالبات کی طرف مناسب توجہ دے گی۔

بشکریہ روزنامہ جنگ مورخہ ۱۵ ستمبر ۸۲ء

مسلمان کہلانے پر قادیانیوں کو سزا دی جائے منظور الٰہی ملک

سیالکوٹ ۲۹ اگست (نمائندہ حیدر) مرکزی شوریٰ کے رکن اور امیر مجلس تحفظ ختم نبوت منظور الٰہی ملک نے حکومت پر زور دیا ہے کہ قادیانیت اور اسلام و پاکستان دشمنی کا خاتمہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب حکومت یہ آرڈیننس جاری کرے کہ اگر کوئی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہے گا یا لکھے گا تو اسے پانچ سال قید اور پچاس ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

بشکریہ روزنامہ حیدر راولپنڈی ۳۰ اگست ۸۲ء

کسی قادیانی کو حرمین شریفین جانے کی اجازت نہیں حرمین کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دوں گا، شاہ فہد

راولپنڈی ۱۲ ستمبر (نمائندہ جنگ) قادیانیوں کو فریضہ حج ادا کرنے کے لئے حرمین شریفین میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ایک وضاحتی بیان میں کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کے ایک گروپ نے حج ادا کرنے کے لئے اجازت طلب کی تھی مگر حرمین شریفین کی حرمت ہر قیمت پر قرار رکھی جائے گی اور کسی غیر مسلم کو یہاں داخل ہونے کی کبھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس بارے میں سعودی عرب کی حکومت نے اپنے ہمیشہ سے برقرار موقف کو دہرایا کہ اس پاک سرزمین پر ہم کسی غیر مسلم کو برداشت نہیں کر سکتے۔ سعودی عرب کے شاہ فہد نے کہا ہے کہ وہ حرمین شریفین کا ادنیٰ خادم ہوں اور اس کی حرمت پر کبھی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ جب کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کبھی قادیانیوں کا کوئی گروپ اس مقدس خطہ ارض میں داخل ہو سکے اور حج ادا کرے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۴ ستمبر ۸۲ء

قادیانیوں کے بارے میں باضابطہ قانون سازی کیلئے مجلس شوریٰ میں قاری سعید الرحمٰن کی تحریک

راولپنڈی ۱۳ ستمبر (نمائندہ جنگ) مجلس شوریٰ کے رکن قاری سعید الرحمٰن نے شوریٰ کے سیکرٹریٹ کو ایک تحریک ارسال کی ہے جس میں انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کی قرارداد کے بارے میں باضابطہ قانون سازی کرنے کے معاملے کو زیر بحث لانے کی استدعا کی ہے۔ انہوں نے اس تحریک کو پرائیویٹ ارکان کی کارروائی کے لئے مخصوص دن میں زیر بحث لانے کو کہا ہے۔ خیال رہے کہ سابقہ پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد منظور کی تھی تاہم اس قرارداد کے بارے میں باضابطہ قانون سازی نہیں کی گئی، جس کی وجہ سے اس قرارداد کے بعض نکات کے بارے میں ابہام پایا جاتا ہے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ مورخہ ۱۴ ستمبر ۸۲ء

کوئٹہ شہر میں قادیانیت کی تبلیغ پر ردعمل

کوئٹہ ۱۲ ستمبر (نمائندہ جسارت) کالعدم جمعیت علمائے اسلام بلوچستان کے رہنما اور مجلس تحفظ شعائر اللہ بلوچستان کے جنرل سیکرٹری حافظ حسین احمد نے قادیانی اقلیت کی طرف سے کوئٹہ شہر کی دکانوں میں اپنا خفیہ لٹریچر پھینکنے اور خود کو آئین کے برخلاف مسلمان قرار دینے کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے بیان کے ساتھ مذکورہ لٹریچر کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں منسلک کر کے حکام کو بھجوائی ہیں اور اس کے سدباب کے لئے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

بشکریہ روزنامہ جسارت کراچی ۱۲ ستمبر ۸۲ء

ربوہ ختم نبوت کانفرنس نے

قادیان ختم نبوت کانفرنس کی یاد تازہ کردی

رپورٹ: منظور احمد الحسینی

مسلم کالونی ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام دو روزہ عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کانفرنس نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ ملک کے کونے کونے سے ہزاروں افراد نے اسمیں شرکت کی آزاد کشمیر، پشاور، بنوں، ہزارہ، کوہاٹ، سوات، راولپنڈی، اسلام آباد، اضلاع نوشاب، سرگودھا، گجرات، سیالکوٹ، شیخوپورہ، حافظ آباد، لاہور، قصور، ساہیوال، جھنگ، فیصل آباد، اٹک، جکھڑ، میانوالی، لیہ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، راجن پور، ٹوبہ ٹیک سنگھ، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان غرضیکہ صوبہ سرحد پنجاب کے ہر چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتوں سے ہزاروں فرزندان توحید اس کانفرنس میں شرکت کو اپنے لئے باعث شفاعت نبوی و ذخیرہ آخرت سمجھتے ہوئے ربوہ مسلم کالونی پہنچے۔ صوبہ سرحد و پنجاب کے علاوہ صوبہ سندھ میں سے ضلع سکھر سے، سکھر شہر، اباڑو، پنوں عاقل، گھوٹکی، میرپور ماتھیلو، حیدرآباد اور اس کی تمام تحصیلوں سے ضلع سانگھڑ سے شہداد پور، ٹنڈو آدم، کھپرو، سانگھڑ شہر، دوست محمد کھوسو ضلع نواب شاہ سے نواب شاہ شہر، مورو، سکرنڈ، باندھی، کوٹ لالو، دوڑ اور پڈعیدن۔ ضلع میرپور خاص سے، میرپور خاص شہر، کنری، نبی سرروڈ، ضلع ٹھٹھہ، ضلع شکارپور، جیکب آباد، ضلع لاڑکانہ، کراچی اور اسی طرح صوبہ بلوچستان کے ہر چھوٹے بڑے شہر سے علماء اور فدایان ختم نبوت نے شرکت کی۔

۶، ۷ ستمبر کو ربوہ میں ہونے والی اس پہلی تاریخی عظیم الشان کانفرنس نے ۱۹۳۴ء کی قادیان کانفرنس کی یاد تازہ کردی اور حاضری کے اعتبار سے اس کا ریکارڈ توڑ دیا۔ دن کے اجتماعات میں ایک لاکھ اور سوا لاکھ کے قریب حاضری تھی اور جب کہ رات کے اجلاسوں میں ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ تک حاضرین کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلمانان پاکستان کو پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ختم نبوت کے جھنڈے کو دارالکفر ربوہ میں بلند کریں۔

یہ کانفرنس انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ شروع ہوئی اور اسی طرح سے تکمیل کو پہنچی پچھلے سال مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مجلس شوریٰ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ سال ۶، ۷ ستمبر ۱۹۸۲ء کو آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ربوہ میں منعقد کی جائے۔ اس اجلاس میں کانفرنس کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی قائم کردی گئی تھی جس کے صدر مولانا محمد اشرف ہمدانی، سیکرٹری مولانا اللہ وسایا ان دو حضرات کے علاوہ مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عزیز الرحمٰن، الحاج بلند اختر، چوہدری غلام نبی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

اس استقبالیہ کمیٹی نے اس عظیم الشان کانفرنس کے انتظامات کو بہتر سے بہتر بنانے اور اس کے لئے پوری پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ملتان، لاہور، فیصل آباد اور ربوہ میں متعدد اجلاس کئے۔

۲۹ اگست ۱۹۸۲ء کو ربوہ مسلم کالونی میں استقبالیہ کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں چنیوٹ، فیصل آباد، سرگودھا، جھنگ، شیخوپورہ، قائد آباد، شاہ کوٹ، گوجرہ اور ربوہ کے گرد و نواح سے سو کے لگ بھگ افراد شریک ہوئے۔ اور کانفرنس کے انتظامات کو کنٹرول کرنے کے لئے پہلے سے ڈیوٹیاں لگادی گئیں۔ حضرت مولانا تاج محمود، مولانا محمد اشرف ہمدانی نے کانفرنس کے انتظامات کے سلسلے میں شب و روز ایک کردیا اور انتظامات کی نگرانی کے لئے پورے ملک میں رابطہ قائم رکھا اور ربوہ میں بھی لگاتار انتظامات دیکھنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ کانفرنس کی تشہیر کے لئے کثیر تعداد میں اشتہارات

شائع کئے گئے یہاں تک کہ مجلس کی بہت سی شاخوں نے اپنے طور پر بھی اس کانفرنس کے لئے اشتہارات طبع کرا کر پورے ملک میں لگوائے۔

مجلس کے مبلغین نے انتہائی سرگرمی کے ساتھ پورے ملک کا دورہ کیا اور اس سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

کانفرنس سے بیس روز پہلے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مستقل طور کا ربوہ میں قیام رکھا۔

مدعو مہمانان کرام کے لئے مسلم کالونی ربوہ میں ہر قسم کی سہولتوں کا خیال رکھا گیا قیام و طعام کا بہترین انتظام کیا گیا۔

لنگر کے پکانے اور سپلائی کا جملہ انتظام جناب چوہدری ظہور احمد کی سربراہی میں ہوا جب کہ آپ کے رفقاء شیخ منظور احمد الحاج اللہ دین چوہدری سردار محمد، حاجی فیروز دین، نذر حسین صاحب نے آپ کے ساتھ خوب خوب تعاون کیا۔

تقسیم طعام (لنگر) کے جملہ انتظامات الحاج عزیز الرحمٰن جھنگ، مولانا غلام حسین، مولانا حبیب الرحمٰن جھنگ، مولانا القاری محمد ابراہیم مہتمم امّ المدارس فیصل آباد، مولانا قاری محمد حنیف پانی پتی صدر مدرس مدرسہ فتح العلوم چنیوٹ۔ حافظ بشیر احمد ناظم مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ، چوہدری غلام نبی، حافظ عبد الماجد بی۔ اے۔ ایل ایل بی، قاضی عبد المالک جھاوریاں کے زیر سرکردگی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ۔ مجلس گوجرہ۔ مجلس جھاوریاں کے کارکنوں، مدرسہ امّ المدارس، مدرسہ فتح العلوم، مدرسہ فیض العلوم مدرسہ فیض محمدی، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے اساتذہ و طلبہ نے کئے۔ استقبالیہ کیمپ میں مولانا محمد شریف جالندھری حافظ عبد المالک ایڈووکیٹ نے خدمات انجام دیں۔ مولانا عبد الرؤف صاحب مبلغ مجلس کے زیر سرکردگی مولانا محمد اقبال

مولانا قاضی اللہ یار، مولانا خدا بخش نے فدایان ختم نبوت کو معلومات بہم پہنچائیں۔

مدعو علماء اور رہنمایان خصوصی کی رہائش اور اُن کے طعام و قیام کے جملہ انتظامات کی نگرانی مولانا عزیز الرحمٰن نے کی جب کہ آپ کے ساتھ اس سلسلے میں مولانا ضیاء الدین آزاد، قاری منیر احمد، مولانا محمد طفیل ارشد اور دوسرے رفقاء مدد و معاون رہے۔

مدرسہ ختم نبوت ربوہ کے طلبہ نے چاق و چوبند دستے کی طرح ہر شعبہ میں اپنی اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے انجام دی۔

دفتر استقبالیہ میں حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانی پانچ دن مسلسل وقفے وقفے سے مسلم کالونی حاضر رہے۔ اور کانفرنس کے جملہ امور کی نگرانی کی مولانا محمد یعقوب جنیوٹی ان کے ساتھ دست راست کی حیثیت سے مصروف کار رہے۔ حضرت مولانا تاج محمود صاحب باوجود ضعف و نقاہت اور طویل علالت کے کانفرنس کے موقع پر تشریف لائے اور دو دن تک مکمل سرپرستی فرمانے کے علاوہ تین مرتبہ فدایان ختم نبوت کو اپنے جذبات و خیالات سے آگاہ فرمایا اور ان جملہ شعبہ کے سربراہوں اور خدمتگزاروں پر امیر مرکزیہ حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی آخر تک حاصل رہی۔ مولانا موصوف اور صدر استقبالیہ مولانا محمد اشرف ہمدانی نے اس اسٹیج پر ہونے والی تمام تقاریر کی کڑی نگرانی کی یہی وجہ ہے کہ تمام تقریریں بحمدہ تعالیٰ جماعت کی پالیسی کے مطابق ہوئیں۔

۵ ستمبر کی صبح ہی سے، پورے ملک سے فدایان ختم نبوت ریل گاڑیوں، بسوں، ٹرالیوں، ویگنوں کے ذریعہ مسلم کالونی ربوہ پہنچنا شروع ہو گئے، سب کی زبان پر نعرہ تکبیر ختم نبوت زندہ باد، اسلام زندہ باد، پاکستان زندہ باد کا نعرہ تھا ان کے ٹھہرنے کے لئے عارضی رہائش گاہیں جو کیمپوں کی صورت میں تھیں، قائم کی گئیں تھیں ان کیمپوں کو ڈویژن وار تقسیم کیا گیا تھا، یہ کیمپ تقریباً تین ایکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے تھے۔ پنڈال کے باہر بے شمار ہوٹل، چائے خانے، مشروبات اور فروٹ کی دوکانیں لوگوں نے لگا رکھی تھیں جو ایک پر رونق بازار کا منظر پیش کر رہی تھیں ان دکانوں کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے بکتبے کا ایک اسٹال لگا رکھا تھا اس اسٹال کے علاوہ بے شمار تنظیموں اور افراد نے اپنے طور پر کتب خانوں کے اسٹال رکھا رکھے تھے۔

جو وفد آتا وہ اپنے کیمپ میں اپنے سامان سمیت ڈیرا ڈال دیتا۔ سب سے پہلے نواب شاہ کا وفد پہنچا ان کے بعد لگاتار مسلسل مختلف علاقوں کے وفود پہنچنا شروع ہو گئے۔

۶ ستمبر کی صبح جب طلوع ہوئی تو ہر طرف انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر سامنے تھا۔

صبح کی نماز کے بعد مولانا منظور احمد شاہ حجازی نے تشریف لانے والے فدایان ختم نبوت کے جذبات کو سراہتے ہوئے خوش آمدید کہا اور چند ہدایات و نصیحتیں فرمائیں۔

اس عظیم تاریخی کانفرنس کا پہلا اجلاس ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوا۔ پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز منظور احمد الحسینی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس اجلاس سے مولانا احمد یار چاریاری، مولانا محمد امین صاحب

مولانا قاضی اللہ یار صاحب نے خطاب کیا پونے ایک بجے یہ اجلاس صدر استقبالیہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ جب کہ منظوم نذرانہ عقیدت جناب مرزا غلام نبی جانباز مداح رسولؐ جناب احمد بخش چشتی، حافظ محمد شریف منچن آباد، مولانا حفیظ جالندھری و دیگر شعراء نے پیش کیا۔

دوسرا اجلاس ظہر کے بعد ٹھیک (½۲) ڈھائی بجے شروع ہوا جس کی صدارت مولانا دین محمد صاحب مہتمم مدرسہ فتح العلوم چنیوٹ نے کی جب کہ کلام پاک کی تلاوت قاری محمد حسین جامعہ اشرفیہ شاہکوٹ نے فرمائی۔ اس اجلاس سے مولانا محمد رفیق جامی، مولانا عبید الرحمٰن ضیاء، مولانا خدا بخش، مولانا عبداللطیف صاحب شاہ کوٹ، مولانا آتق محمود نے خطاب کیا پانچ بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

عصر کے بعد حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے تمام کیمپوں کا معائنہ کرتے ہوئے کارکنوں سے مصافحہ کیا اور دعا فرمائی۔

تیسرا عظیم اجلاس عشاء کی نماز کے بعد سوا نو بجے شروع ہوا صدارت حضرت مولانا محمد سعد موسیٰ زئی شریف نے کی۔ گوجرانوالہ کے طارق محمود رضوی نے مجمع سے خطاب کیا آپ کے بعد مولانا سید محمد اشرف ہمدانی نے خطبہ استقبالیہ پڑھکر سنایا خطبہ استقبالیہ کے بعد مولانا محمد یعقوب چنیوٹی مولانا خورشید احمد، مولانا محمد امجد تھانوی۔ قاری نور الحق ایڈووکیٹ، مولانا عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ لاہور اور مولانا عبدالقادر آزاد نے خطاب فرمایا جب کہ سائیں محمد حیات پسروری مرزا غلام نبی جانباز و دیگر شعراء نے منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ یہ اجلاس رات ایک بجے دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

۷ ستمبر صبح کی نماز کے مولانا محمد شریف صاحب ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے وجد آفرین درس دیا جو تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔

چوتھا اجلاس ۷ ستمبر بروز منگل ساڑھے دس بجے شروع ہوا اس اجلاس کی صدارت جناب حضرت انور حسین نفیس رقم (خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری) نے فرمائی اس اجلاس سے میاں محمد شاہ آف داتا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مشتاق الحسن گیلانی، مولانا محمد عرفان قادری منڈی آدم، مولانا قاضی عبداللطیف شجاع آبادی نے خطاب فرمایا جب کہ منظوم ہدیہ عقیدت حافظ محمد شریف منچن آباد احمد بخش چشتی، صوفی حفیظ جالندھری۔ مرزا غلام نبی جانباز سائیں محمد حیات پسروری و دیگر شعراء نے پیش کیا۔

پانچویں اجلاس کا آغاز قاری عبدالرزاق صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ یہ اجلاس بعد نماز ظہر ٹھیک ڈھائی بجے شروع ہوا۔ اس کی صدارت مولانا محمد اشرف ہمدانی نے کی۔ مولانا نور اللہ چترالوی، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا قاضی محمد مشتاق خطیب مانسہرہ، شبیر رضا علی غضنفر کراروی نے خطاب کیا جبکہ منظوم نذرانہ عقیدت غلام نبی جانباز، حافظ محمد شریف منچن آبادی سائیں محمد حیات پسروری و دیگر شعراء نے کیا۔

آخری (چھٹا) اجلاس۔ حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب زید مجدہم کی زیر صدارت عشاء کے بعد شروع ہوا۔ اس اجلاس سے مولانا جمال اللہ الحسینی، مولانا عبدالرؤف۔ مولانا کریم بخش لاہور، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا امداد الحسن نعمانی مولانا نور الحق نور پشاور، مولانا سعید الرحمٰن احمد، مولانا احسان اللہ فاروقی، راؤ عبدالمنان، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالمجید ندیم، مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا عبدالشکور دین پوری نے خطاب کیا۔ یہ اجلاس ٹھیک ۲ بجے رات حضرت امیر مرکزیہ کی پر سوز دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: بائبل پر تحقیق

انجیل آرامی زبان میں نازل ہوئی تھی.... کیا قرآن مجید میں کوئی اشارہ ہے.... ہم اپنے سابقہ تبصرہ میں بار بار عرض کر چکے ہیں کہ خداوند مسیح پر کسی کتاب کے نزول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ خود کلام تھا۔ وہ جو کچھ بولتا تھا وہ الٰہی کلام تھا۔ جیسے اس کے متعلق پیشین گوئی میں بھی یہی لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا.... ہم مسیح پر کسی کلام کے نزول کے قائل نہیں"

اس حقیقت سے انکار تو مسیحیت کا کوئی بھی پیروکار نہیں کرتا۔ کہ حضرت مسیح اور ان کی قوم کی زبان آرامی تھی حضرت مسیح جو کچھ بولتے تھے وہ الٰہی کلام ہی مان لیا جائے تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ آرامی میں بات چیت کرنے سے کلام الٰہی آرامی زبان میں تھا۔ ذکر لاطینی میں۔ اس بارے میں قرآن مجید کا اشارہ اس طرح ہے:۔ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تاکہ انہیں احکام خداوند کھول کھول کر بتا سکے" (۱۴:۴) ہم خود ہی تو انہوں نے یہ بیان کیا ہے "اس کے متعلق پیشین گوئی میں بھی یہی لکھا ہے کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" پھر یہ کیسے درست ہے؟ "ہم مسیح پر کسی کلام کے نزول کے قائل نہیں" تعجب ہے کہ خود کلام ہوتے ہوئے کوئی دوسرا اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے۔

دلوں اور کانوں پر مہر اور آنکھوں پر پردہ پڑا ہو تو نہ کچھ سمجھ میں آتا ہے اور نہ ہی کچھ سجھائی دیتا ہے۔ فاعل باپ مفعول بیٹا اور قاصد روح القدس۔ یہ تینوں مل کر واحد بنا دیئے جائیں تو کوئی کیا سمجھائے سوائے اس کے کہ تین برابر کے شرکت داروں کی ایک پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کاروباری لحاظ سے واحد ادارہ ہے۔ چاہے شرکت دار آپس میں متفق نہ ہوں۔

بسلسلہ
بائبل سے بائبل کی تکذیب

قسط ۸

بائبل سے قرآن کی تصدیق

تحریر:- احسان الحق رانا

کیا یسوع مسیح بادشاہ اور نجات دہندہ تھے۔

حضرت مسیحؑ کی عملی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ برگزیدہ اسرائیل کے نگہبان یا حاکم نہیں بنے تھے۔ اناجیل کی رو سے انہیں تو بنی اسرائیلیوں نے رومی حاکم یروشلم۔ پیلاطیس کی خواہش کے خلاف اس سے متفقہ طور پر یہ مانگ کر کے کہ وہ مصلوب ہو حضرت مسیحؑ کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر مروا دیا تھا۔ اس طرح ان کی اپنی قوم نے اپنے اندر انکی موجودگی کو تین برس کے مختصر عرصے کے لئے بھی برداشت نہیں کیا تھا چہ جائیکہ قوم نجات کی طلب گار ہوتی۔ پھر وہ کیسے اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دینے والے تھے؟ اور انجیل لوقا کی رو سے کس طرح سے "خدا تعالیٰ نے اس کے باپ داؤدؑ کا تخت ان کو دیا تھا اور کب انہوں نے حضرت یعقوب کے گھرانے پر ابدی بادشاہی کی تھی اور پھر کس طرح سے ان کی بادشاہی کا آخر نہ ہوا؟ (لوقا: ۳۲،۳۳)

یسوع مسیح بادشاہ تھے غور و خوض کیا جائے تو یہ درست بھی ہو سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ صلیب کو حضرت داؤدؑ کا تخت مان لیا جائے کہ اس پر یسوع مسیح کو کیلوں سے جڑ کر ان کے سر پر حاکم یروشلم پیلاطس نے یہ نوشتہ لگوایا تھا: "یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے"۔ (لوقا ۲۳: ۳۸) پس ثابت ہوا کہ صلیب پر یہودیوں کا بادشاہ قرار پانے سے خداوند نے یسوع مسیح کو ان کے باپ حضرت داؤدؑ کا تخت انہیں دیا تھا اور یہی باعث ہے صلیب کو مقدس ٹھہرانے کا۔ مسیحیت کے پیروکاروں کا صلیب کو اپنی عبادت گاہوں کی چوٹی پر نصب کر کے نمایاں کرنے اور حضرت داؤدؑ کے اس تخت کو گلے میں لٹکائے پھرنے اور اس سے برکت پانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت داؤدؑ کے تخت کی اس طرح بقا سے یسوع مسیح کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔

یسوع مسیح یہودیوں کے نجات دہندہ یسوع مسیح کا اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دلانے اور حضرت یعقوب کے گھرانے اسرائیل پر ابدی بادشاہی کرنے کے وعدوں کا پورا ہونا ثابت کرنا اس قدر مشکل مسئلہ تھا کہ بیسویں صدی سے پیشتر مسیحیت کے پیروکاروں کو اس کا کوئی حل دکھائی نہیں دیتا تھا۔ یہودیوں کو وہ مصلوبیت مسیحؑ کا مجرم قرار دیکر معتوب ٹھہراتے تھے۔ اور انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے۔ دورِ حاضر کی علمی روشنی میں اب یہ نکتہ ان کی سمجھ میں آیا ہے کہ یہودی تو درحقیقت یسوع مسیح کو ان کے باپ حضرت داؤدؑ کا تخت دلانے والے تھے نہ کہ ان کے قاتل۔ اس لئے انہیں معتوب کی دلانے کی بجائے نجات یافتہ ٹھہرایا جانا چاہئے تھا۔

اس دریافت سے ارضِ فلسطین میں مغربی مسیحی حکومتوں کا اسرائیل کی ریاست کے قیام اور بقائے دوام کا ذمہ لینا یسوع مسیح کا حضرت یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرنے کا وعدہ پورا کیا جاتا ہے۔

یسوع مسیح کا اپنے لوگوں یعنی اسرائیل کو ان کے گناہوں سے نجات دلانے کا وعدہ بھی اسی صدی میں پورا کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیحیت کے پیروکاروں کی سب سے بڑی جماعت کے سربراہ اور نائب مسیح۔ پاپائے اعظم جناب پوپ پال ششم نے ۱۹۶۴ء میں ۱۴ ستمبر سے ۲۱ نومبر کے دوران میں منعقدہ کلیسائی کونسل کے متفقہ فیصلے سے حضرت مسیح کی اپنی قوم یعنی یہودیوں کو قتل مسیح سے بری الذمہ ٹھہرایا تھا۔

پولوس کی حیثیت بائبل کی کتاب اعمال سے جناب پولوس کا بنیامینی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے اس نے اپنے آپ کو غیر اقوام کے لئے یسوع مسیح کا منتخب کردہ رسول بنا کر پیش کر کے ایک نئے مذہب مسیحیت کی بنیاد رکھی تھی۔ حضرت ہارون کی نسل سے نہ ہونے کے باعث وہ یہ جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا کہ خود کو یہودی قوم کی پیشوائی کے لئے خدا کا منتخب کردہ رسول بنا کر پیش کرے۔ قرآن مجید کی صداقت کا یہ ایک اور ثبوت ہے۔

خلاصۂ کلام حضرت مسیح ابن داؤد ہوں یا نہ ہوں، اس سے ان کا حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہونے کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بلکہ وہ اگر ابن داؤد تھے تو اس سے حضرت

مریم کے نسب کی نسبت سے حضرت داؤد کا حضرت ہارون کے گھرانے سے ہونے کا ایک اور ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ بائبل میں پیدائش مسیح کے بیان میں حضرت زکریا اور ان کو بڑھاپے میں حضرت یحییٰ (یوحنا) کی بشارت ملنے اور بیٹا پیدا ہونے کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور انہیں وضاحت کے ساتھ حضرت ہارون کی نسل سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے شمول سے قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی مطابقت میں سموئیل نبی، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح علیہ السلام سبھی انبیائے بنی اسرائیل کا عمران کے خاندان سے ہونا بائبل سے ثابت ہوتا ہے جو بائبل سے قرآن مجید کی تصدیق ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔

جوابُ الخرافاتْ

فروری کے تیسرے ہفتے اس کتابچہ کی ۲۰۸ صفحات کی کتابت کاپی اشاعت کے لئے مرتب ہو چکی تھی تو ہمیں ماہنامہ "کلام حق" کا فروری ۱۹۸۲ء کا شمارہ موصول ہوا۔ اس میں خرافات لکھی جانے سے ہمیں اس باب کی تالیف پر مجبور ہونا پڑا۔

ماہنامہ کے صفحہ ۱۰ پر کراچی کے پادری کے ڈول کو ڈھول بنا کران کا خط فوراً شائع کیا گیا ہے کہ کراچی کے پادری کے ڈھول کو گوجرانوالہ کا "کلام حق" ڈھول بنا کر بجائے تو کچھ تعجب نہ ہوگا۔" ماہنامہ نے اس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ صفحات ۱۴ تا ۱۵ پر مسلم مصنفین کی اسلام سے ناواقفیت (۲) میں گریڈ کے آفیسر کی صفر گریڈ تحقیقات" کے زیر عنوان تنقید کرتے ہوئے یوں اختتام کیا جاتا ہے: "ہم نے بطور نمونہ اس نئی کتاب کا کچھ ذکر کیا ہے تاکہ مصنف کی علمی و تحقیقی قابلیت کا اندازہ ہو سکے۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ اس پر مفصل بحث کی جائے گی انتظار کریں۔" آئندہ ماہ وہ کیا گل کھلائیں گے؟ اس انتظار میں ہم یہ کتابچہ آئندہ ماہ کا شمارہ ملنے پر ہی انہیں بھیجیں گے۔ خرافات میں بار بار الجھنے کے لیے نہ تو ہمارے پاس وقت ہے اور نہ مالی وسائل ہیں۔ آئندہ کے لیے جواب جاہلاں باشد خاموشی اس کا بہترین حل ہے۔

ہم پر تنقید کی ابتداء یوں کی گئی ہے۔ "قارئین کلام حق کو یاد ہوگا کہ ایک نئے مسلم مصنف جو اپنے آپ کو پروفیسر ڈاکٹر احسان الحق رانا لکھتے ہیں: یعنی یہ کہ جس طرح سے متی اور لوقا نے یوسف بڑھئی کے فرضی کردار کو باپ بنا کر ایک نہیں بلکہ دو مختلف الاسماء شجرہ ہائے نسب اناجیل میں حضرت مسیح کے ساتھ منسوب کر رکھے ہیں اسی طرح ان کے نزدیک ہمارا پروفیسر بننا، ڈاکٹریٹ حاصل کرنا اور احسان الحق رانا نام رکھنا یہ سب کچھ جعلی ہے۔" تنقید کے دیگر نکات کا مختصر تجزیہ ہم پہلے ان کی تنقید اور پھر اپنا جواب لکھ کر پیش کرتے ہیں۔

۱۔ "کلام حق نے تو چند ماہ اس پر تبصرہ کر کے اس کا پول کھول دیا تھا جس کے جواب میں رانا صاحب نے خاموشی اختیار کئے رکھی۔" ان کا روئے سخن ہماری کتاب "یہودیت و مسیحیت" کی طرف ہے۔ کتاب کا آخری بیس صفحات پر مشتمل باب ان کے تبصرات کے جواب پر مبنی ہے۔

یہ انہیں اس لئے دکھائی نہیں دیتا کہ "اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔" (القرآن ۲:۷)

۲: "اتنی بڑی کتاب کا مصنف مذہبی علم سے بالکل کورا ہے۔" مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ان کے ناک پر بھی مہر لگ چکی ہو تو وہ مشک کو کس طرح سے پہچانیں؟

۳: "مصنف کو اتنا بھی علم نہیں کہ قرآن مجید میں تمام یہودی اور مسیحی صحائف کا ذکر ہے اور مجموعی طور پر قرآن مجید نے ان سب کتب مقدسہ کو وہی نام دیا ہے جو مسیحی صحائف میں لکھا ہے اور وہ نام ہے: "الکتاب" جو لفظ بائبل کا ترجمہ ہے۔" وہ ہمیں بتائیں کہ صحائف تو کیا ان کے کسی ایک صفحے میں "الکتاب" یا "بائبل" مذکور ہے اور کس ڈکشنری یا دائرۃ المعارف کی رو سے الکتاب لفظ بائبل کا ترجمہ ہے؟ نیز پادری عنایت اللہ مجاہد صاحب کے پروٹسٹنٹ فرقہ کی بائبل چھیاسٹھ کتابوں پر مشتمل ہے؟ اور عظیم ترین کیتھولک فرقہ کی بائبل میں تہتر کتابیں ہیں تو کیا قرآن مجید میں چھیاسٹھ یا تہتر کتابوں والی بائبل کا مجموعی طور پر ذکر ہے؟

۴: "قرآن مجید اہل کتاب کے متعلق فرماتا ہے۔ فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک (سورہ یونس آیت ۹۴) پوچھ ان لوگوں سے جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔" اس نکتہ پر "یہودیت و مسیحیت" کے آخری باب میں بحث کی جا چکی ہے۔ اہل کتاب سے پوچھنے کا ذکر ہو بھی تو اس سے مراد یونس کی زبانی بیان کئے گئے "دنیا کے بیوقوف کمزور کمینے حقیر اور بے وجود" لوگ نہیں ہو سکتے۔ پیشتر ازیں ہم یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ مسیحیت کے پیروکار تبلیغی مقاصد کے لئے آیات قرآنی کی تالیف معنوی کے مشغلہ سے باز آ جائیں۔ حال ہی میں قادیانیوں کا محرف ترجمہ والا قرآن ضبط ہوا ہے لیکن مسیحیت کے پیروکار ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس زعم باطل میں مبتلا ہیں کہ قرض خواہ اور سود خور مغربی مسیحی حکومتوں کے اثر و رسوخ کی شدت سے وہ مقروض ممالک کے محاسبہ سے بچے رہیں گے لیکن وہ آگاہ ہو جائیں کہ پاکستان میں اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے۔ چاہے وہ اس کے مصنف کے ہاتھوں مجھ حق کو ابتلا میں مبتلا کر چکے ہیں لیکن جب انصاف اندھا ہو جائے گا اور عدل و انصاف کا بول بالا ہو گا تو قرض خواہ اور مقروض انصاف کے حصول میں برابر ہوں گے۔ کوئی دباؤ کام نہیں آئے گا۔ قادیانیوں کا محرف ترجمہ کا قرآن ضبط ہوا ہے تو مسیحیت کے پیروکاروں کا آیات قرآنی کی تحریف معنوی پر مبنی تبلیغی لٹریچر ضبط ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ رہا ہمارا مسئلہ تو جس قلم کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے وہ جب تک ہمارے ہاتھ میں ہے اس وقت تک بڑھاپے کی عمر میں بھی ہم حق گوئی و بیباکی شیوہ جوانمردان کے فعل سے باز نہیں رہیں گے۔

۵: "زبور حضرت داؤد کی وفات کے چار سو برس بعد تصنیف ہوئی۔" کہاں لکھا ہے؟ جواب کے لئے ملاحظہ ہو: "یہودیت و مسیحیت" ص ۹۳۔۹۶۔

۶: مصنف نے اس بات کو بار بار دہرایا ہے۔ "حضرت مسیحؑ کی زبان آرامی تھی۔"

باقی صفحہ ۱۵ پر

بسلسلہ

نزولِ عیسیٰ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

قسط نمبر ۷

رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں تیسری صدی کے اکابرینِ امّت کا عقیدہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ائمہ محدثینؒ کا عقیدہ

ائمہ اربعہ کی طرح صحاح ستہ کے مؤلفین۔ امام بخاریؒ۔ امام مسلم امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ۔ جن کی کتابیں علم حدیث کا مدارِ اعظم ہیں ۔ بھی اس عقیدہ پر اجماع رکھتے ہیں۔ ذیل میں ان حضرات کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

امام بخاریؒ کا عقیدہ:

امیر المومنین فی الحدیث الامام الحافظ الحجۃ امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بَرْدِزْبَہ الجعفی البخاری کا عقیدہ ان کی کتاب "الجامع الصحیح" سے واضح ہے۔ صحیح بخاری کتاب الانبیاء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات کے ضمن میں انہوں نے ایک مستقل باب" باب نزول عیسیٰ علیہ السلام" کے عنوان سے قائم کیا ہے (ص ۴۹۰ ج ۱)

علامہ کرمانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

ای نزولہ من السماء الی الارض	یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے زمین پر اترنے کا بیان۔

امام مسلمؒ کا عقیدہ

الامام الحافظ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری (۲۰۴-۲۶۱ھ) نے صحیح مسلم میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کتاب الایمان میں درج کیا ہے شارح مسلم امام محی الدین نووی (۶۷۶ھ) نے اس کا عنوان قائم کیا ہے:

باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکمًا بشریعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم واکرام ھذہ الامۃ زادھا اللہ شرفًا	حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نازل ہو کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس امتِ مرحومہ کو شرف بخشنا۔

(ج ۱۔ ص ۸۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ایمانیات کا جز ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا اور امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں شامل ہونا اس امت کے لیے شرف و منزلت کا موجب ہے۔ نیز علامات قیامت کے ضمن میں بھی امام مسلمؒ نے دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کو قتل کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔

امام ابوداؤدؒ کا عقیدہ

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب "سنن ابی داؤد" (ص ۵۹۳-۵۹۴) میں علامات قیامت کے ضمن

میں خروج الدجال" کا باب قائم کیا ہے اور اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے اور دجال کو قتل کرنے کی احادیث ذکر کی ہیں۔

امام نسائیؒ کا عقیدہ

الامام الحافظ احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار ابو عبدالرحمٰن النسائی (۲۱۵ - ۳۰۳ھ) نے سنن مجتبیٰ میں "باب غزوۃ الہند" کے زیر عنوان یہ حدیث روایت کی ہے۔

عن ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ بن مریم علیھما السلام۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی دو جماعتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے بچایا ایک وہ جماعت جو ہندوستان کا جہاد کرے گی اور دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ ہوگی۔

(سنن نسائی ص ۶۳ ج ۲)

حافظ عمادالدین ابن کثیرؒ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی حدیث نقل کرکے لکھتے ہیں:

ھذا اسناد صحیح الی ابن عباس۔ ورواہ النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویۃ بنحوہ۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۷۵ ج ۱)

اس حدیث کی سند ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صحیح ہے اور اس کو امام نسائیؒ نے بروایت ابوکریب ابومعاویہ سے بھی ہم معنی الفاظ میں نقل کیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۹۲ ج ۲)

* * * *

امام ترمذیؒ کا عقیدہ

امام ترمذیؒ (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ) (م ۲۷۹ھ) نے جامع ترمذی "ابواب الفتن" میں "باب ما جاء فی نزول عیسیٰ علیہ السلام" کا عنوان قائم کیا ہے (ص ۴۶ ج ۲) نیز دجال کے بارے میں متعدد ابواب قائم کئے ہیں۔ ان میں ایک باب کا عنوان ہے "باب ما جاء فی قتل عیسیٰ بن مریم الدجال" اور اس کے تحت حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث نقل کرکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد پر قتل کریں گے، پندرہ صحابہ کرام کا حوالہ دیا ہے جن سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔

امام ابن ماجہؒ کا عقیدہ

امام محمد بن یزید ابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) صاحب السنن نے ابواب الفتن میں ایک باب "فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" کے عنوان سے قائم کیا ہے (ص ۳۰۵) اس کے تحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء پر متعدد احادیث درج کی ہیں۔

بقیہ :- حج بیت اللہ

کی روح موجود ہے۔

افسوس کہ آج کل ہماری سوسائٹی میں ایسے افراد بھی ہیں۔ جنہیں اس عبادت کی اہمیت معلوم نہیں۔ اور وہ اسے محض ایک تفریح یا بے سود مراسم کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے باوجود استطاعت کے وہ خداوند قدوس کے اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے گھر کی بار بار زیارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مقام عبدیت کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ

اعلان تعطیل

عید الاضحیٰ کی وجہ سے آئندہ شمارہ
۱۹ ذوالحجہ کو شائع ہوگا۔
قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات
نوٹ فرمالیں

دینِ اسلام کا تکمیلی رکن

اور والہانہ جذبات کا مجموعہ

تحریر
علی اصغر چشتی صابری

حج بیت اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

جب ہم اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دین انسانی زندگی کے صرف ایک گوشے سے متعلق نہیں۔ بلکہ انسان کی پوری زندگی پر محیط ہے۔ اس دین کی چاہت یہ ہے۔ کہ انسان کی پوری دنیوی زندگی عبادت میں تبدیل ہو جائے۔

اس دین کا ایک مطالبہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انسان کی زندگی ابتدا سے لے کر انتہا تک عبادت خداوندی سے خالی نہ رہے۔ دن ہو یا رات صبح ہو یا شام اس کا تعلق اسی ذات سے قائم رہے۔ جس نے اسے عدم سے وجود بخشا۔ اس کی تربیت فرمائی۔ اور ہر قسم کی صلاحیتوں سے نوازا۔

"لا الٰہ الا اللہ" کے اقرار کے بعد یہ لازم ہو جاتا ہے۔ کہ انسان نے جس اللہ کو اپنا معبود تسلیم کیا ہے۔ صحیح معنوں میں اس کا بندہ بن کر رہے۔ بظاہر تو یہ ایک چھوٹا سا کلمہ ہے۔ اور اس کی ادائیگی کوئی ایسی مشکل بات نہیں۔ لیکن پر مشکل انسان کی پوری زندگی ہر لحاظ سے عبادت بن جانا اتنا آسان نہیں۔ اس کے لئے بڑی محنت اور خاص تربیت کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ذہن کی تربیت، مضبوط و مستحکم کردار اور عادات و خصائل کو صحیح سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ یہ معاملہ انفرادی بھی نہیں۔ کہ صرف انفرادی سیرت کی تعمیر پر اکتفا کیا جائے۔ بلکہ ایک ایسے اجتماعی نظام کے قیام کی ضرورت ہے۔ جس میں جماعت کی قوت فرد کی پشت پناہ، اس کی مددگار اور اس کی خامیوں و کمزوریوں کی تلافی کرنے والی ہو۔ یہی وہ غرض ہے۔ جس کے لئے اسلام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی عبادتیں فرض کی گئی ہیں۔ انکو عبادات کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ اصل عبادت کے لئے انسان کو تیار کرتی ہیں۔ انہی عبادات سے وہ مخصوص ذہنیت بنتی ہے۔ اس خاص کردار کی تشکیل ہوتی ہے۔ جس کے بغیر انسان کی زندگی کسی طرح عبادت الٰہی میں تبدیل نہیں ہو سکتی۔ انہی عبادات کے ذریعے انسان اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اس کی روح کو بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔ انہی کے ذریعے یہ انسان آسمان و زمین کے خالق و مالک کا محبوب و پسندیدہ بندہ بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک شان یہ ہے۔ کہ وہ ان تمام صفاتِ جمال سے بدرجۂ اتم متصف ہے۔ جن کی وجہ سے انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے۔ اور اس لحاظ سے صرف وہ۔ بلکہ صرف وہی ہے محبوب حقیقی ہے۔ ان کی شانِ محبوبیت کا تقاضا ہے۔ کہ بندوں کا تعلق اس کے ساتھ محبت اور والہیت کا ہو۔ روزہ میں یہ رنگ کھانا پینا چھوڑ دینے اور نفسانی خواہشات سے منہ موڑ لینے میں کچھ کچھ نظر آتا ہے۔ مگر حج اس کا پورا پورا مرقع ہے۔ ایک کفن نما لباس پہننا، ننگے سر رہنا، حجامت نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا، بالوں کو پریشان اگندہ رکھنا، تیل نہ لگانا، خوشبو استعمال نہ کرنا، جسم کی صفائی کا خیال نہ رکھنا، لبیک لبیک پکارنا، بیت اللہ

کے گرد چکر لگانا، حجرِ اسود کو چومنا، اس کے در و دیوار سے لپٹنا آہ و زاری کرنا، پھر صفا و مروہ کے پھیرے کرنا پھر کر شہر سے بھی نکل جانا کبھی عرفات اور کبھی مزدلفہ کے صحراؤں میں جا پڑنا، جمرات پر بار بار کنکریاں مارنا یہ سارے اعمال وہی ہیں۔ جو محبت کے دیوانوں سے سرزد ہوا کرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گویا اس رسم عاشقی کے بانی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادائیں اتنی پسند آئیں۔ کہ اپنے دربار کی خاص الخاص حاضری کے ارکان و مناسک ان کو قرار دے دیا۔ ان تمام اداؤں کے مجموعے کا نام حج ہے۔ اور یہ اسلام کا تکمیلی رکن ہے۔

حج کی فرضیت :-

عن ابی ھریرۃ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایھا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ فسکت حتی قالھا ثلاثا فقال لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم ثم قال ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک من کان قبلکم بکثرۃ سوالھم واختلافھم علی انبیاءھم فاذا امرتکم بشیء فاتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم عن شیء فدعوہ ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا :-

اے لوگو! تم پر یہ حج فرض کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو ادا کیا کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہر سال ہم پر حج کرنا فرض کیا گیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جواباً سکوت فرمایا۔ اس شخص نے اپنا سوال تین مرتبہ دہرایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں کہہ دیتا۔ کہ ہاں ہر سال حج کرنا فرض کیا گیا ہے۔ تو واقعی ہر سال فرض ہو جاتا۔ اور تمہارے لئے ادا کرنا مشکل ہو جاتا بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت فرمائی۔ کہ :- کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے کی کوشش نہ کرو۔ تم سے پہلی امتوں کے لوگ اسی لئے تباہ ہو گئے۔ کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کیا کرتے تھے۔ اور پھر ان کے احکام کے خلاف ورزی کرتے تھے۔ اس لئے جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں۔ تو حتی الامکان اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اور جب کسی چیز سے روک دوں۔ تو اسے کو چھوڑ دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ایک حدیث مروی ہے۔ جو تقریباً اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں صراحتہً یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مذکورہ سوال و جواب سورۃ آلِ عمران کی اس آیت کے نازل ہونے پر [illegible]یا تھا۔ " وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً " استطاعت کے باوجود حج ادا نہ کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان :-

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیاً او نصرانیاً وذالک ان اللہ تبارک وتعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً "

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان اور وہاں تک پہنچنے کا ذریعہ ہو۔ اور پھر وہ حج نہ کرے۔ تو کوئی فرق نہیں۔ کہ حالتِ یہودیت پر مرے یا حالتِ نصرانیت پر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ :- صاحبِ استطاعت لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے "

حدیث بالا میں ان لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید ہے۔ جو صاحبِ استطاعت ہو کر فریضۂ حج کو نظر انداز کرتے ہیں۔ انہیں یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے۔ کہ حج نہ کرنا ان کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے۔ قرآن مجید میں بھی یہ وعید بڑے سخت انداز سے دی گئی ہے۔ " ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین " یعنی جو شخص کافرانہ رویہ اختیار کرے۔ قدرت کے باوجود حج نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔ وہ تو ساری دنیا اور پوری کائنات سے بے نیاز ہے۔

حج کی فضیلت

عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

جس شخص نے فریضہ حج ادا کیا۔ اور اس دوران نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا مرتکب ہوا۔ اور نہ رب العالمین کی نافرمانی کی۔ تو وہ گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو کر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

اس حدیث میں ان خوش قسمت حضرات کے لیے بہت بڑی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ جو ایام حج میں حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے نہ تو شہوت کی باتیں کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی ایسی حرکت کریں۔ جو فسق کی حد میں آتی ہو۔ گناہوں سے بالکل صاف ستھرا ہو جانا واقعی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے یہ دولت نصیب فرمائے۔ ایک اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ

الحج المبرور لیس لہٗ جزاءٌ الا الجنۃ

حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہے۔

حج کی اس اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ آخر کعبہ کیا چیز ہے۔ جس کی زیارت اتنی اہم ہے۔ اور جو مراسم حج میں ادا کئے جاتے ہیں ان کے پس پشت کون سے تصورات کام کر رہے ہیں۔

اہمیت کعبہ

آج سے تقریباً ساڑھے چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے کعبے کی تعمیر فرمائی۔ یہ دنیا میں سب سے پہلا گھر ہے۔ جو رب العالمین کی عبادت کے مرکز کی حیثیت سے بنایا گیا۔ قرآن مجید اس کی اہمیت کے متعلق کہتا ہے۔

واذ جعلنا البیت مثابۃً للناس وامنا، واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ۔ جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور جائے امن بنا دیا۔ اور حکم دیا۔ کہ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لو۔

جس وقت بیت اللہ کی تعمیر شروع ہوئی۔ تو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے خدا کے حضور یہ دعا دراز کر کے فرمایا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ۃ

رب العالمین! ہمارے عمل کو قبول فرما۔ بے شک آپ سب کچھ سنتے اور جانتے ہیں۔ پروردگار! ہمیں اپنا سچا فرماں بردار بنا دے۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا کر دے۔ جو آپ کا فرماں بردار ہو، ہمیں اپنی عبادت کے طور طریقے سے آگاہ کر۔ اور اپنی خاص توجہ سے نواز۔ بے شک آپ نظر وکرم فرمانے والے اور رحیم ہیں۔

تعمیر کعبہ کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام یہیں آباد ہو گئے۔ انہی کی اولاد میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر دعا پوری ہوئی۔ کعبے کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسے مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا گیا۔

مناسکِ حج

کعبہ اہل ایمان کا قبلہ ہے۔ وہاں کی حاضری کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ لازمی آداب مقرر کئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ وہاں حاضری دینے والا اپنے عام لباس میں نہ ہو۔ بس ایک تہبند باندھ لے۔ اور ایک چادر جسم کے اوپر کے حصے پر ڈال لے۔ بندہ ایسی شکل وصورت میں حاضر ہو۔ جس سے اس کی عاجزی اور عیش دنیوی سے بے رغبتی ظاہر ہو۔

مختلف راستوں سے آنے والے حجاج کے لئے مکہ کے قریب مختلف سمتوں میں کچھ مقامات مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جو اصطلاح میں "میقات" کہلاتے ہیں۔ حاجی یہیں سے باقاعدہ نیت باندھتا ہے۔ جسے "احرام" کہتے ہیں۔ احرام باندھنے کا مطلب صرف احرام والے کپڑے پہن لینا نہیں۔ بلکہ کپڑے پہن کے پہلے دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ کو مخاطب کر کے باآواز بلند یہ تلبیہ پڑھا جاتا ہے۔

"لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک۔
ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لا شریک لک"

ترجمہ: حاضر ہوں، میرے معبود، میں حاضر ہوں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں، حکومت آپ کی ہے۔ اور آپ کا کوئی شریک نہیں۔

یہ صدا اب ورد زباں بن جاتی ہے۔ جس طرح تکبیر تحریمہ کے بعد انسان پابند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح احرام کے بعد عیش و عشرت کی ہر چیز حرام ہو جاتی ہے۔ آرائش و زیبائش ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس حال میں حاجی کعبے پہنچتا ہے۔ وہاں کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ "منیٰ" کے مقام کیلئے روانہ ہوتا ہے۔

وہاں سے "عرفات" پھر "مزدلفہ" اور پھر وہاں سے "منیٰ" آتا ہے۔ "جمرات" کو کنکریاں مارتا ہے۔ قربانی کرنے کے بعد سر منڈاتا ہے اور کعبے کا بار بار طواف کرتا ہے۔

مناسک حج اور ان کی حکمتیں

مناسک حج کا تجزیہ کرنے کے بعد یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک چیز سے بندگی کی تصویر ابھرتی ہے۔ جس طرح ایک فقیر اپنی جھولی اٹھائے ہوئے یا ایک جانباز سپاہی یونیفارم میں ملبوس ہو کر میدان جنگ کی طرف جاتا ہے۔ تو اس کے خیالات و جذبات آٹومیٹکلی ہر ایک کے سامنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کعبہ کیطرف جانے والے کی شکل و صورت خود بولتی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے در کا بھکاری اور اسی کی فوج کا جانباز سپاہی ہے۔

دنیا کی مختلف قوموں کے افراد جب اپنا عام لباس اتار کر ایک ہی قسم کا لباس پہن لیتے ہیں۔ ایک ہی آواز ہوتی ہے۔ جو ایک زبان سے نکلتی نظر آتی ہے۔ تو اسلامی قومیت ایک بین شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور مخالفین و موافقین کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اسلام کا رشتہ تمام رشتوں سے زیادہ مضبوط اور حقیقی معنوں میں انسانوں کو جوڑنے والا واحد رشتہ ہے۔

صدائے لبیک جب ہر طرف سے بلند ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منادی کا جواب دیا جا رہا ہے۔ بظاہر تو یہ نعرہ چند الفاظ کا مجموعہ ہے۔ لیکن اس کی لذت وہی محسوس کرتا ہے۔ جو اپنے رب کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر اسی کی رضا کے لئے اسے بار بار دہراتا ہے۔

کعبہ مکرمہ پر نظر پڑنے کے بعد وہ جذبہ اور تاریخی پس منظر نظروں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ جو اس کی تعمیر سے متعلق ہے۔ انسان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا یاد آجاتی ہے۔ جو انہوں نے دوران تعمیر فرمائی تھی۔

حجر اسود کو چومتے ہوئے انسان یہی محسوس کرتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا عہد تازہ ہو رہا ہے۔

جس طرح ایک پروانہ شمع کے ارد گرد قربانی کے جذبے سے سرشار ہو کر چکر لگاتا ہے۔ اسی طرح طواف کرنے والا بھی رضائے الٰہی کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دینے کا والہانہ جذبہ لے کر کعبے کے ارد گرد چکر لگاتا ہے۔ جب عربی، عجمی، کالے، گورے ہر زبان ہر نسل اور ہر قومیت کے لاکھوں لوگ ایک ہی لباس پہنے ایک ہی جذبات لئے کعبے کا طواف کرتے ہیں۔ تو یہ منظر یقین دلاتا ہے۔ کہ جسطرح اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اسی طرح اس کے دین پر ایمان رکھنے والے بھی تمام ظاہری اختلافات کے باوجود ایک ہی ہیں۔

"صفا و مروہ" کے درمیان کی "سعی" اس عزم کا مظہر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا راستہ ہی ہمارا راستہ ہوگا اور ہم ہمیشہ ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں گے۔

ساتویں ذی الحجہ سے لے کر دسویں ذی الحجہ تک ایک ہی امام کی قیادت میں جملہ حجاج کا سفر اور قیام ایک منظم فوجی زندگی کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ یہ صورت حال بتاتی ہے۔ کہ امت مسلمہ کے تصور کے ساتھ فوجی زندگی کا تصور بالکل لازم ہے۔

قربانی وہ "ذبح عظیم" ہے جسے رب العالمین نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ قرار دیا تھا۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانور کا قربان کرنا اپنے آپ کو قربان کرنے کے قائم مقام ہے۔ اور اس میں یہ اقرار مضمر ہے۔ کہ ہماری جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں نذر ہو چکی ہے۔ وہ جب اسے طلب فرمائیں گے۔ ہم بلا تامل پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔

مناسک حج کو شروع سے لے کر آخر تک دیکھیے۔ بندگی کا ہر جذبہ اس میں آپ کو نظر آئے گا۔ خاص کر جہاد کا جذبہ جو بندگی کی معراج کمال ہے۔ وہ ان سارے مراسم میں ابھرا ہوا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارا حج جہاد کی علامتی مشق ہے۔ یہ حج اگرچہ کہنے کو ایک عبادت ہے۔ لیکن اس میں ہر عبادت

باقی صفحہ ۱۹ پر

قربانی کی حقیقت

محمود الحسن اشرف

قربانی ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کو خالق حقیقی کے تقرب کا ذریعہ بنایا جائے۔ خواہ وہ جانور کا ذبیحہ ہو یا اور کسی قسم کا صدقہ وغیرہ۔ لیکن عرف عام میں قربانی کا اطلاق جانور کے ذبیحہ پر بولا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ملا کر پیارے فرزند اور اس کی والدہ کو شام کے پر فضا ملک سے ہجرت کر کے حجاز کے لق ودق گرم ریگستان جہاں ہر قسم کی سہولتیں مفقود ہیں۔ وہاں اپنا وطن بنائیں۔ حضرت خلیل اللہ نے بغیر کسی شد ومد کے حکم الٰہیہ کی تعمیل فرمائی۔ شیر خوار فرزند اور اس کی والدہ کو لے کر بلاکت خیز میدان میں سکونت اختیار کر لی۔ پھر خدائے تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا فرزند کو اور حضرت ہاجرہ کو اسی میدان میں چھوڑ کر واپس شام جائیں۔ حکم ملنے پر ہی دوسری منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے۔ یہاں تک کہ اپنی بیوی کو یہ بتلانا تک گوارا نہ کیا۔

اب بچہ جب اس قابل ہو گیا کہ باپ کے ساتھ چل کر ان کے کاموں میں مددگار بن سکے حضرت خلیل اللہ نے اپنے فرزند سے فرمایا "اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتلاؤ اس خواب میں تمہاری کیا رائے ہے۔ والد بزرگوار نے جب سعادت مند اور صابر فرزند سے مشورہ لیا تو وہ بھی خلیل اللہ کے لخت جگر تھے۔ والد کا خواب سن کر فرمانے لگے "اے ابا جان آپ وہ کام کر گذریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ مجھے انشاء اللہ صابرین میں سے

پائیں گے مشورہ کے بعد جب باپ اور بیٹے اس عظیم الشان قربانی کے لئے تیار ہو گئے اور باپ نے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے جبین کے بل کروٹ پر لٹا دیا۔ جبین کے بل لٹانے میں دو حکمتیں مضمر تھیں ایک تو اس میں تواضع تھا اور دوسری حکمت یہ تھی کہ اکلوتے بیٹے کا چہرہ سامنے آ کر کہیں ہاتھ میں غیر اختیاری لغزش نہ آ جائے۔ اب حضرت خلیل اللہ نے تکمیل ذبح کے لئے پوری قوت کے ساتھ چھری چلائی لیکن قدرت خداوندی چھری کے عمل میں حائل ہو گئی حضرت ابراہیم کی اس کوشش کو دیکھ کر غیبی طور پر ندا آئی کہ اے ابراہیم آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا (الصٰفٰت) اور ساتھ ہی ایک ذبیحہ حضرت اسماعیلؑ کے عوض میں نازل فرمایا:

اور ارشاد ہوا کہ "ہم نے اسمٰعیل کا فدیہ ایک عظیم الشان قربانی بنا دیا" عظیم کہنے کی دو وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ ایک عظیم الشان اور صابر اعظم پیغمبر کا فدیہ تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی قربانی کو قیامت تک جاری رکھنے کا قانون الٰہی بن گیا —————— حضرت ابراہیم کا یہ امتحان سب سے زیادہ سخت اور کٹھن اور غالباً آخری امتحان تھا جس میں آپؑ کوہ استقلال ثابت ہوئے۔

اس امتحان سے قبل آپؑ عزیز و اقارب کو، وطن کو، مکان اور تمام دنیاوی دولت کو، اللہ کی راہ میں قربان کر چکے تھے۔ اب آخری امتحان میں یہ ثابت کر دیا کہ میری موت وحیات سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

حضرت ابراہیم کی یادگار

خدائے ذوالجلال نے اپنے مقبول اور اولوالعزم پیغمبر کے ان اعمال و افعال کو پسند فرما کر قیامت تک ان کی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے ان افعال و اعمال کی نقل کرنے کو اپنی محبوب ترین عبادت بنا کر اپنے بندوں پر لازم کر دیا کہ حضرتؑ کے اعمال و افعال کی نقل کریں۔ جیسے کہ حج میں تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا وغیرہ —

قربانی کی حقیقت

ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ قربانی کی حقیقت کیا ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے والد ابراہیم کی سنت و یادگار ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ ہمارے لئے اس میں کیا ثواب و فوائد ہیں۔ فرمایا کہ جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی نامۂ اعمال میں لکھی جائے گی۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ قربانی جو اُمت مسلمہ پر لازم کی گئی ہے وہ ایک یادگار کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جانور کی قیمت کا صدقہ کر دینے سے یا کسی اور رفاہی کام میں جانور کی قیمت لگا دینے سے اس عظیم فریضہ سے سبکدوشی نہیں ہو سکتی۔ مثلاً شریعت نے ہر مسلمان عاقل بالغ پر نماز اور روزہ فرض کئے ہیں۔ اب نماز کے ادا کر لینے سے فریضہ صیام سے آدمی بری نہیں ہو سکتا اور شرعاً اس پر یہ فریضہ باقی رہتا ہے اسی طرح صدقہ کر دینے سے بھی یادگار ابراہیم کے قیام سے بری نہیں ہو سکتا۔

> **اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں پہنچتا انکا گوشت اور نہ ان کا خون وہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبۂ اطاعت پہنچتا ہے۔**

پھر سنت ابراہیمی اور یادگار ابراہیمی کی دو پہلو ہیں ایک یہ کہ جو خاص مقامات کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرا پہلو عام ہے۔ اب جو چیزیں مخصوص تھیں وہ صرف حجاج پر لازم کی گئی جیسے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا، منیٰ میں تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا وغیرہ — دوسرا پہلو جو عام ہے وہ قربانی ہے یہ کسی متعین مقام سے متعلق نہیں ہے بلکہ ہر جگہ کی جا سکتی ہے۔ اس کو حکم کے ساتھ تمام امت پر واجب قرار دیا ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کے جانثار صحابہؓ، تابعین اسی واجب کی تعمیل کرتے رہے اور پھر تمام امت مسلمہ قرن اول سے لیکر آج تک اس کی تعمیل کرتے چلے آرہے ہیں، اور اللہ رب العزت نے قربانی کو نہ صرف واجبات میں داخل فرمایا بلکہ اپنے شعائر میں بھی داخل فرما دیا ——— سورۂ حج میں ارشاد خداوندی ہے: قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ کی یادگار بنایا ——— حضرت مفتی شفیع صاحب اس آیت کی تشریح میں رقم طراز ہیں کہ اللہ کی یادگار سے مراد دین اسلام کی یادگار ہے۔ آگے لکھتے ہیں: البتہ جو قربانی مکہ معظمہ میں کی جائے جہاں سے اس کا آغاز ہوا ہے تو یہ زیادہ افضل اور موجب ثواب و برکت ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری حج میں سو اونٹوں کی قربانی کی، و دیگر نہ مدینہ منورہ میں آپ کا معمول ایک دو اونٹوں کا تھا — علاوہ ازیں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ سفر میں ہوتے تھے۔ اور اگر دوران سفر ہی قربانی کا وقت آ جاتا تو آپ وہیں قربانی ادا کرتے تھے۔ نیز قرآن پاک کی آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ: میں جمہور مفسرین نے فصل سے مراد نماز عید الضحیٰ اور وانحر سے قربانی مراد لی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وانحر کے معنی قربانی ہی نقل کئے ہیں اس کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرامؓ کا تعامل بھی قربانی کی عمومیت پر روشن دلیل ہے نیز ایک حدیث ہے کہ حضورؐ ایک دن صحابہ کو لیکر جنت البقیع کی جانب تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر نماز عید ادا فرمائی اور بعد میں حاضرین صحابہؓ سے خطاب فرمایا کہ آج ہمارا پہلا کام نماز عید کا ادا کرنا اور اس کے بعد جانور کی قربانی کرنا جس نے ایسا کیا اس نے ہمارے طریقہ کے موافق عمل کیا اور جس نے اس کے برعکس کیا اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ محض کھانے کا گوشت ہو گیا۔ قربانی اور اس کے ثواب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن، حدیث رسولؐ، حضور نبی کریمؐ کے تعامل سے یہ بات بالکل واضح اور منشرح ہو گئی کہ قربانی کا عبادت ہونا تو عہد آدمؑ سے ثابت ہے مگر عید کے ساتھ اس کا واجب ہونا خلیل اللہ کی یادگار کے طور پر جاری

ہوا۔ اور کتاب اللہ اور سنت رسول کے اصوص قطعیہ ہیں اس کو واجبات اسلامی میں سے ایک اہم واجب قرار دیا۔ جو کہ آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔ اور ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی قربانی مکہ کے ساتھ مخصوص نہیں جیسا کہ عصر حاضر کے بعض ملاحدہ اور مادیت پرست کہتے ہیں کہ قربانی مکہ مکرمہ میں حجاج کی مہمانی کے ساتھ مخصوص ہے اور عبادت نہیں ہے۔ ایسا سمجھنا یقیناً قرآن شریف وحدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے اگر یہ حجاج کی مہمانی ہی ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کا فرق حضورؐ نے کیوں کیا؟ اور بارہ ذی الحجہ کے بعد قربانی سے حضورؐ نے منع کیوں کیا؟ کیا حجاج نماز عید سے قبل مکہ میں نہیں ہوتے۔ اور بارہ کے بعد جب سب کے سب واپس چلے جاتے ہیں؟ اگر رہتے ہیں اور یقیناً رہتے ہیں تو پھر وہ کونسی بات ہے جس کی وجہ سے پیغمبر خدا نے تین دنوں کے ساتھ مخصوص کیا؟ اور مہمانی ہی مقصود تھی تو پھر جانوروں اتنی شرائط حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہیں ان کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر مہمانی کیلئے صرف گوشت تو کافی ہے دیگر اشیاء کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے۔ دیگر اشیاء کا ضروری نہ قرار دینا، تین دنوں کے ساتھ مخصوص کرنا۔ جانوروں میں بہت سی شرائط عائد کرنا اور چند مخصوص جانوروں کی شرط لگانا۔ یہ سب باتیں اس کا تقاضا کرتی ہیں کہ قربانی عبادت عام اور واجب ہے۔ خصوصاً جب کہ حدیث میں صراحتاً موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں ہر سال قربانی کی۔ اب اس کے خلاف کرنا یا اس میں تاویلیں نکالنا اور پھر تاویلوں کو اسلام میں گھونسنا بہت ہی بڑی جسارت وحماقت ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ یہ لوگ قربانی کو عبادت ماننے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب انسان قوت روحانیہ سے غافل ہو کر مادیت پرستی میں پڑ جاتا ہے۔ اور مادیت ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے تو اللہ رب العزت! قدرت کاملہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

قربانی کا مقصد محض گوشت کھانا نہیں بلکہ اس کا حقیقی مقصد حکم شرعی کی تعمیل اور سنت ابراہیمی کی یادگار کو تازہ کرنا اور جذبۂ ایثار وقربانی کی تحصیل کرنا خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا، اللہ کے پاس نہیں پہنچتا ان کا گوشت اور نہ ان کا خون وہاں تمہارا تقویٰ یعنی جذبۂ اطاعت پہنچتا ہے: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں " یعنی جانور کو ذبح کر کے محض گوشت کھانے اور کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم کبھی اللہ کی رضا حاصل نہیں کر سکتے نہ ہی یہ خون اور گوشت اٹھ کر بارگاہ تک پہنچتا ہے اس (اللہ) کے ہاں تو دل کا ادب اور تقویٰ پہنچتا ہے کہ کیسی خوشدلی اور محبت کے ساتھ ایک قیمتی اور نفیس چیز اس کی اجازت سے اسی (اللہ) کے نام پر قربان کی گو اس قربانی کے ذریعہ سے ظاہر کر دیا کہ ہم خود بھی تیری راہ میں اسی طرح قربان ہونے کے لئے تیار ہیں بس یہی وہ تقویٰ ہے جس کی بدولت خدا کا عاشق اپنے محبوب حقیقی کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے"۔ —— مذکورہ آیت قربانی سے ناواقفیت اور اس کی حقیقت سے ناآشنا مسلمانوں کے لئے راہِ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے جس میں حقیقت قربانی کو بالکل واضح کر دیا کہ اس حقیقت سے ناآشنا مسلمان تدبر کریں اور اس قربانی کو ایک رسم یا تفریح عید کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس کی حقیقت اصلیہ کو مدنظر رکھ کر سنتِ ابراہیمی کے اتباع کے طور پر ادا کریں تو ایمان وایقان میں قوت، اور اخلاص کی برکت کا مشاہدہ ہونے لگے گا —— وما علینا الا البلاغ

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت اور یادگار ہے

قارئین کو عید مبارک

قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے

نعت رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ لدھیانوی

آسودہ اس زمین میں ہے وہ شاہِ انس و جاں
جس کے نقوشِ پا کے ہیں افلاک پر نشاں

جس کی کوئی نظیر نہ جس کی کوئی مثال
جس کے جمالِ پاک سے کونین کا جمال

بعد خدا مکرّم و اطہر ہے جس کی ذات
قرآنِ پاک کرتا ہے جس کی بیاں صفات

ہے جس کا نام موجبِ تسکینِ بے کساں
ہر ایک بات جس کی ہے وجہِ قرارِ جاں

ہر قول جس کا آیۂ امّ الکتاب ہے
تا حشر جس پہ ختم نبوت کا باب ہے

وہ جس کا نطقِ پاک ہے اللہ کا کلام
جس کا پیام سب کے لیے آخریں پیام

تکمیل دینِ حق ہوئی جس پاک ذات پر
رحمت تمام ہوگئی اس کائنات پر

جس نے بنا دیا ہے غلاموں کو تاجدار
جس کے کرم کی حد ہے نہ جس کا کوئی شمار

جس نے نشانِ کفر کو یکسر مٹا دیا
مدت کے گمرہوں کو خدا آشنا کیا

اس چشمۂ کرم کا طلبگار میں بھی ہوں
محتاجِ لطفِ سیّدِ ابرار میں بھی ہوں

حافظ بھی ہے فقیر اُسی بارگاہ کا
سائل ہے آستانۂ عالم پناہ کا

قربانی کی کھالیں

مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجیے

مجلس کی سرگرمیوں کی ایک جھلک

- دنیا کی مختلف زبانوں میں لٹریچر شائع کر کے اندرون و بیرون ملک تقسیم کیا گیا
- اندرون و بیرون ملک دفاتر قائم کئے گئے۔
- ربوہ میں جماعت کے دو عظیم الشان مرکز قائم ہیں جہاں سے تبلیغ اسلام کا کام جاری ہے
- ربوہ اسٹیشن پر جامع مسجد محمدی کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور مسلم کالونی ربوہ میں دارالعلوم ختم نبوت اور مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے
- ملک کے مختلف علاقوں میں مدارس قائم ہیں جن کے جملہ اخراجات مجلس برداشت کرتی ہے
- اہل اسلام اور مرزائیوں کے درمیان کئی مقدمات زیر سماعت ہیں جن کی پیروی مجلس کر رہی ہے
- مجلس کے ماتحت ۵۰ تربیت یافتہ مبلغین ملک کے مختلف علاقوں میں تبلیغی خدمات میں مصروف ہیں۔